تفسیر "محاسن التاویل" میں جلال الدین قاسمی کے منہج کا تحقیقی مطالعہ

Methodology of Imām Jalāl'uddīn Qāsimī in His Tafsīr "Maḥāsin Al-Tāwīl"

محمد طیب خان *

ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی**

ABSTRACT

Brought up in the context of a very critical time of Islamic history, Imām Muḥammad Jalāl'uddīn Qāsimī (1866-1914) played a vital role to reform and purify the ongoing mindset of the Muslims in Syria in his time. He was a man believed in an independent thinking in the light of the Qur'ān and Sunnah. He taught the people to get rid of the backwardness and blind imitation (Taqlīd). For this purpose of his, he presented the works of the previous leading Islamic Scholars as they were.

He was expert in various fields of knowledge like Qur'ān, Ḥadīth and their Sciences, Jurisprudence, Dialectic, etc. One of his masterpieces is his exegesis known as "Maḥāsin al-Tāwīl". It is a great exegetical work; as most of the exegetical aspects are entertained in it. It has nine or seventeen volumes according to its two different editions, including a whole volume of preamble containing eleven Rules of Quranic Sciences. Although the critics object to his copying the long paragraphs of the prominent Islamic Scholars without commenting or editing and on his long discussions that deviate the reader from the actual purpose of the Holy Qur'ān, but to present the material in this way for the purpose of reformations of Muslims and to bring them back to the way of Salaf through their words, in that crucial time, justifies the significance of the work. In this article, the author probes to present the mythology adopted by Imām Qāsimī in his exegesis and its scholarly merits.

Keywords: *Critical, Islamic history, Syria, Knowledge, Jurisprudence, Quranic Sciences.*

---

* لیکچرار (اسلامیات)، گورنمنٹ بوائز پوسٹ گریجویٹ کالج، باغ، آزاد کشمیر

* * چیئرمین شعبہ قرآن و تفسیر، فیکلٹی آف عربیک اینڈ اسلامک سٹڈیز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

جلال الدین قاسمی کا تعارف:

جلال الدین قاسمی کا پورا نام و نسب یوں ہے: محمد جمال الدین ابو الفرج بن محمد سعید بن قاسم ابن صالح بن اسماعیل بن ابی بکر ہے۔ یہ قاسمی کی نسبت سے معروف ہیں اپنے جد امجد قاسم بن صالح کی نسبت کی وجہ سے قاسمی کہلاتے ہیں۔ قاسم بن صالح شام میں اپنے وقت کے امام، فقیہ اور مختلف علوم و فنون کے ماہر جانے جاتے تھے۔ امام قاسمی کی ولادت بروز پیر ۸ جمادی الاولی ۱۲۸۳/ ۱۷ستمبر ۱۸۶۶ء میں دمشق میں ایسے خاندان میں ہوئی جو علم و تقویٰ میں مشہور تھا[۱]۔

حصول علم اور تدریس:

قرآن مجید کی بنیادی تعلیم اور کتابت سیکھنے کے بعد مدرسہ ظاہریہ دمشق میں منتقل ہوئے، جہاں انہوں نے صرف، نحو، منطق، بیان، تفسیر، حدیث اور دیگر علوم حاصل کیے۔ ان کے مشہور اساتذہ میں شیخ بکری بن حامد، شیخ سلیم ابن یاسین بن حامد، محقق شیخ محمد بن محمد خانی نقشبندی، ان کے والد کے ماموں، فقیہ کامل، شیخ حسن بن احمد بن عبد القادر جبینہ رسوقی، استاذ ادیب عبد الرزاق آفندی بیطار اور سید احمد محسن الدین حسنی جزائری قابل ذکر ہیں[۲]۔

امام قاسمی نے صرف چودہ سال کی عمر میں تعلیم مکمل کر کے تدریس کے میدان میں قدم رکھا[۳]۔ اس دوران چار سال (۱۳۰۸ھ۔ ۱۳۱۲ھ) کے لیے حکومت وقت نے انہیں شام کے مختلف علاقوں میں درس کے لیے مامور کیا۔ ۱۳۱۷ھ میں والد ماجد کی وفات کے بعد درس، امامت جامع مسجد اور تدریس کی ذمہ داریاں ان کو سونپی گئیں جنہیں انہوں نے اپنی وفات تک بطریق احسن انجام دیا[۴]۔

تصانیف:

شیخ ظافر قاسمی (م ۱۹۸۴ء) نے اپنے والد ماجد امام قاسمی کی تصانیف کی تعداد سو کے قریب بتائی ہے۔ جن میں سے ۸۷ کتب کو انہوں نے ذکر کیا ہے۔ امام زرکلی کی تحقیق کے مطابق امام قاسمی نے ۲۷ کتب تصنیف کی ہیں۔ جن میں سے چند ایک کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث۔ ۲۔ اِصلاح المساجد من البدع والعوائد۔

۳۔ تاریخ الجهمیہ والمعتزلہ۔ ۴۔ دلائل التوحید۔ ۵۔ الفتوی فی الاسلام۔

۶۔ مذاہب الاَعراب وفلاسفۃ الاسلام فی الجن۔ ۷۔ موعظۃ المومنین من اِحیاء علوم الدین۔

۸ ۔ تنبیہ الطالب الی معرفة الفرض والواجب۔ ۹ ۔ تعطیر المشام فی مآثر دمشق الشام۔

۱۰۔ محاسن التاویل (تفسیر القاسمی)۔ان میں سے سوائے تعطیر المشام فی مآثر دمشق الشام کے باقی تمام زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں[۵]۔

جمال الدین قاسمی علماء کی نظر میں:

بہت سے علماء نے امام قاسمی کے علم، فضل اور تقویٰ کی گواہی دی ہے۔ ان میں سے چند ایک کی آرا حسب ذیل ہیں: امیر شکیب ارسلان (م۱۹۴۶ء) رقمطراز ہیں:

"میں تمام امت مسلمہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جو شریعت کو اِس انداز سے سمجھنا چاہتا ہو کہ اس کا دل مطمئن اور اس پر اسے اعتماد حاصل ہو اسے چاہیے کہ وہ شیخ جمال الدین کی تصانیف کے مطالعہ پر کسی چیز کو مقدم نہ کرے"[۶]

سید محمد رشید رضا (۱۹۳۵ء) لکھتے ہیں:

"وہ علامہ شام، یکتائے زمانہ، علوم اسلام کے مجدد، علم، عمل، تعلیم، تہذیب، اور تالیف کے ذریعے سنت کا احیاء کرنے والے اور اپنے وقت کے تقاضے کے مطابق ثقافتی ارتقاء اور سلف صالحین کی رہنمائی کے درمیان ایک حلقہ اتصال کی حیثیت کے حامل تھے"[۷]

وفات: آپ نے ہفتہ ۲۳ جمادی الاولی ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء دمشق میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔اِس وقت آپ کی عمر ۴۹ سال تھی[۸]۔

تفسیر "محاسن التاویل" کا تعارف

امام قاسمی کی تفسیر کا نام "محاسن التاویل" ہے جو تفسیر قاسمی کے نام سے بھی مشہور ہے۔ انہوں نے اپنی اِس تفسیر کا آغاز ۱۳۱۷ھ میں کیا اور ۱۳۲۹ھ میں مکمل کیا، پھر نظر ثانی کی۔ یہ تفسیر دو مختلف تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے: ایک ۱۴۱۸ھ میں دار الکتب العلمیہ بیروت سے محمد باسل عیون السود کی تحقیق سے نو جلدوں میں شائع ہوئی اور دوسری ۱۳۷۶ھ۔ ۱۹۵۷ء میں فؤاد عبد الباقی کی تحقیق کے ساتھ دار احیاء الکتب العربیة عیسی البابی الحلبی مصر سے ۱۷ جلدوں میں شائع ہوئی۔ فہارس کو ملا کر اس طبع کے مطابق تفسیر

قاسمی کے کل صفحات کی تعداد ۶۳۹۰ بنتی ہے۔ پہلی جلد مکمل گیارہ تفسیری قواعد پر مشتمل ہے جو ۳۵۳3 صفحات پر محیط ہے۔

تفسیر محاسن التاویل کا اسلوب و منہج

امام قاسمی کا اپنی تفسیر میں عام منہج یہ ہے کہ وہ سورت کا پہلے مشہور نام ذکر کرتے ہیں پھر اس کی وجہ تسمیہ اور اگر کسی سورت کے ایک سے زائد نام ہیں تو ان کی بھی وجہ تسمیہ اور توضیح کرتے ہیں۔ جہاں تک سورت کے فضائل کا تعلق ہے تو وہ کبھی آغاز سورت میں اور کبھی آخر میں بیان کرتے ہیں۔ پھر آیات کی تفسیر میں عنوان " القول فی تاویل قولہ تعالیٰ " ذکر کر کے جس آیت کی تفسیر مقصود ہو وہ ذکر کرتے ہیں۔ یہ ان کی تفسیر کے نام سے بھی واضح ہے کہ انہوں نے تفسیر کا نام محاسن التاویل رکھا۔ تو "تاویل" کا عنوان قائم کر کے ہی تفسیر کرتے ہیں۔ آیات کی پہلے مختصر انداز سے تفسیر کرتے ہیں۔ جس میں مشکل الفاظ و مفردات کے معانی کی مختصر توضیح، قراءت اور اعراب بیان کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا امور میں اگر کسی امر کی تفصیل مطلوب ہو یا اس میں کوئی لطیف بات ہو تو اس کے لیے مختلف عنوانات مثلاً لطیفہ، تنبیہ، تنبیہات یا علیحدہ فصل قائم کر کے ائمہ مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام غزالی، ابن حزم اور دیگر کے اقوال وآراء بغیر کسی اضافہ، تعلیق ورد کے ذکر کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ امام قاسمی نے اپنی تفسیر میں تفسیر بالماثور، مناسبات بین الآیات، لغوی، صرفی، نحوی وبلاغی مباحث، احکام، عقائد، جدید علوم، اسرائیلیات، قراءت اور دیگر علوم قرآن جیسے اسباب نزول ،ناسخ ومنسوخ اور وجوہ اعجاز جیسے تمام موضوعات کا اہتمام کیا ہے۔ یہ تفسیر کا عام منہج ہے باقی رہا تفسیر محاسن التاویل کا خاص منہج تو اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

تفسیر بالماثور میں امام قاسمی کا منہج

امام قاسمی نے اپنی تفسیر میں تفسیر بالماثور کا بھرپور التزام کیا ہے۔ قرآن کی تفسیر قرآن سے، حدیث سے، آثار صحابہؓ اور آثار تابعینؒ سے کرتے ہیں۔ ان کے اس منہج کی توضیح مندرجہ ذیل مثالوں سے ہوتی ہے۔ مثلا آیت کریمہ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾(۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائیوں میں سے خرچ کرو

آپ اس آیت کی تفسیر میں سورہ آل عمران کی یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾(١٠)

ترجمہ: تم ہر گز نیکی کو نہیں کو پہنچ سکو گے جب تک کے تم (اللہ کی راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔(١١)

احادیث کے ذریعے قرآن کی تفسیر: مثلا آیت کریمہ:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾(١٢)

ترجمہ: نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

کی تفسیر میں فرمایا: اس آیت کے معنی میں بہت سی احادیث ہیں مثلا آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ))(١٣)

ترجمہ: جس نے بھلائی کے کام کی راہنمائی کی اس کے لیے بھلائی کرنیوالے کی مثل اجر ہے۔(١٤)

تفسیر قاسمی آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور آثار تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے بھی مزین ہے جابجا تفسیر آیات میں ان آثار کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالی:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا﴾(١٥)

ترجمہ: تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت قریب آپہنچے اگر اس نے کچھ مال چھوڑا ہو، تو وہ وصیت کرے۔

درج بالا آیت میں (خَيْرًا) کی مراد میں ابن عباس اور دیگر تابعین کے اقوال نقل کیے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ جس نے ساٹھ ٦٠ دینار ترکہ میں چھوڑے اس نے خیر نہیں چھوڑا۔ طاؤسؒ نے فرمایا:

"جس نے اسی دینار نہیں چھوڑے اس نے خیر نہیں چھوڑا اور بقول قتادہؒ: کم خیر کی حد ہزار دینار اور اس سے اوپر ہے۔"(١٦)

مناسبات بین السور والایات والجمل میں امام قاسمی کا منہج

امام قاسمی سورتوں کے درمیان مناسبات کا اہتمام نہیں کرتے جہاں تک آیات اور جملوں کے درمیان بیان مناسبات کا تعلق ہے تو کبھی وہ اپنی طرف سے یہ مناسبت بیان کرتے ہیں اور کبھی امام بقاعی کی

بیان کردہ مناسبت بین الآیات پر اکتفاء کرتے ہیں۔اس ضمن میں ان کے منہج کو مندرجہ ذیل مثالوں میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ﴾[۱۷]

ترجمہ: اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ۔

کی مابعد آیت کے ساتھ مناسبت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"ولمّا قيّد تعالى الإذن لهم بالطيب من الرزق، افتقر الأمر إلى بيان الخبيث منه، ليجتنب، فبيّن صريحا ما حرّم عليهم"[۱۸]

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کھانے کی اجازت کو پاکیزہ رزق کے ساتھ مقید کیا تو معاملہ اس بات کا متقاضی تھا کہ خبیث اشیاء کو بیان کیا جائے تاکہ ان سے احتراز کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے صراحتًا ان اشیاء کو بیان کیا جو ان پر اس نے حرام قرار دیں۔

امام بقاعی سے نقل کردہ مناسبات کی مثال ملاحظہ کیجئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾[۱۹]

ترجمہ: بے شک یہ سچے قصے ہیں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ ان کے لیے زبردست حکمت والا ہے۔

کی تفسیر میں ماقبل واقعہ عیسیٰ کے ساتھ مناسبت کرتے ہوئے فرمایا۔

"قال البقاعيّ: ولما بدأ سبحانه القصة أول السورة بالإخبار بوحدانيته مستدلا على ذلك بأنه الحيّ القيّوم صريحا، ختم ذلك إشارة وتلويحا فقال، عاطفا على ما أنتجه ما تقدم من أن عيسى عبد الله ورسوله، معمّما للحكم: وَما مِنْ إِلهٍ إِلَّا اللَّهُ فصرح فيه ب مِنْ الاستغراقية، تأكيدا للرد على النصارى في تثليثهم وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ فلا يشاركه أحد في العزة والحكمة، ليشاركه في الألوهية.... "[۲۰]

اسی طرح آیت میں مناسبت بین الجمل کی مثال دیکھیے: فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ ﴾[۲۱]

ترجمہ: اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لڑکا اختیار کیا پاک ہے وہ ذات بلکہ اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کے آگے سر نگوں ہیں۔

میں جملہ (وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا) کی مابعد (سُبْحَانَهُ) کے ساتھ مناسبت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"ولما كان الله تعالى هو الباقي الدائم، بلا ابتداء ولا انتهاء، لم يكن لاتخاذه الولد لنفسه معنى"(۲۲)

ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ باقی، ہمیشہ اور بلا ابتداوانتہاء ہے اس کے لیے اپنا بیٹا اختیار کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا تو فرمایا: (سبحانہ) یعنی اللہ تعالیٰ اولاد کی ضرورت سے پاک ہے۔

پھر مابعد جملے﴿ بَلْ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ ﴾ کے ساتھ ماقبل کی مناسبت یوں بیان کی:

"ثم لما كان اقتناء الولد لفقر ما، وذلك لما تقدم، أن الإنسان افتقر إلى نسل يخلفه لكونه غير كامل إلى نفسه،بيّن تعالى بقوله:﴿ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾(۲۳)

ترجمہ: پھر جب کسی ضرورت کی بناپر اولاد اختیار کرنا ہوتا ہے، جیسا کہ ماقبل گزر چکا، کہ انسان بنفسہ ناقص ہونے کی وجہ سے نسل کا محتاج ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اسی کا ہے تو اس کے لیے تو محتاجی کا شائبہ تک نہیں چہ جائیکہ وہ بیٹا یا اولاد اختیار کرے۔

علوم القرآن میں امام قاسمی کا منہج

امام قاسمی نے اپنی تفسیر میں علوم قرآن کا بھی اہتمام کیا ہے۔ سورتوں کے آغاز میں ان کے نام مع وجہ تسمیہ، ان کے مکی و مدنی ہونے اور تعداد آیات کا ذکر التزام کے ساتھ کرتے ہیں مکمل تفسیر میں ان کا یہ منہج مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ناسخ و منسوخ آیات اور شان نزول کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

مثلاً سورہ نساء کے آغاز میں اس کے مکی و مدنی ہونے اور اس میں پائے جانے والے اختلاف کا تذکرہ کیا اور اس کے مدنی ہونے کو ترجیح دی، پھر نام کی وجہ تسمیہ بیان کی(۲۴)۔ سورۂ اعراف کے شروع میں یہ بتایا کہ یہ سورت مکی ہے مگر ایک آیت کے جزء کی طرف اشارہ کیا کہ وہ مدنی ہے اسی طرح آیات کی

تعداد بھی بتائی[۲۵] سورۂ حج کے آغاز سے پہلے سورہ کی وجہ تسمیہ اور اس کا مکی ہونا بیان کیا مگر دو آیات کو مستثنیٰ قرار دیا کہ وہ مدنی ہیں اور اس کے ساتھ آیات کی تعداد بھی بیان کی[۲۶]۔

ناسخ و منسوخ میں امام قاسمی کا منہج

جہاں تک ناسخ و منسوخ کے بیان کا تعلق ہے۔ تو امام قاسمی کا منہج یہ ہے کہ جہاں وہ ناسخ و منسوخ کو بیان کرتے ہیں وہاں اگر کسی آیت کے ناسخ یا منسوخ ہونے میں علماء کا اختلاف ہو تو اس کو بھی بیان کرتے ہیں۔ ان کے اس منہج کو مندرجہ ذیل مثالوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ﴾[۲۷]

ترجمہ: اور وہ لوگ جو تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں (تو ان بیویوں کو چاہیے) کہ وہ اپنے آپ کو چار ماہ اور دس دن روکے رکھیں۔

اس آیت کے ضمن میں امام قاسمی نے فرمایا: اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ[۲۸] آیت اپنے مابعد آیت:

﴿ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ﴾[۲۹]

ترجمہ: اور وہ لوگ جو تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں (ان کو چاہیے) کہ وہ اپنی بیویوں کے لیے ایک سال تک سامان زیست مہیا کیے جانے اور گھر سے نہ نکالے جانے کی وصیت کریں۔

کی ناسخ ہے اگرچہ وہ آیت تلاوت میں مقدم ہے کیونکہ مصحف کی ترتیب نزولی نہیں توقیفی ہے اور مجاہدؒ کا موقف یہ ہے کہ یہ دونوں آیات محکم ہیں[۳۰]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ﴾[۳۱]

ترجمہ: تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانے کو حلال کیا دیا گیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام قاسمی نے فرمایا: امام بخاری نے حضرت براء سے روایت کیا کہ جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو لوگ پورا رمضان بیویوں کے قریب نہیں جاتے تھے لیکن ان کے دلوں میں خیانت کا خیال ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت:

﴿عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ﴾ [۳۲]

ترجمہ: اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے حق میں خیانت کرتے تھے سو اس نے تمہارے حال پر رحم کیا اور تمہیں معاف کر دیا۔ [۳۳]

بیانِ قراءات میں منہجِ قاسمی

بیان قراءات میں امام قاسمی کا منہج یہ ہے کہ وہ قراءت متواترہ کے ساتھ ساتھ شاذ قراءت بھی بیان کرتے ہیں کہیں انہوں نے قراءت کو ان کے قائلین کی طرف منسوب کیا ہے اور کہیں بغیر نام لیے محض بیان قراءت پر اکتفاء کیا ہے۔ پھر انہوں نے بیان قراءت پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ مختلف قراءت کی بناء پر آیات کے مختلف معانی بھی بیان کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے شاذ قراءت کے ضعف کو بیان کر کے اس کے قائلین پر مواخذ بھی کیا ہے۔ ذیل کی چند ایک مثالوں سے ان کے منہج بیان کیا جاتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ [۳۴]

ترجمہ: اللہ انہیں ان کے مذاق کی سزا دیتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے سو وہ خود اپنی سرکشی میں بھٹک رہے ہیں۔

صاحب تفسیر نے "وَيَمُدُّهُمْ" کی قراءت میں اختلاف کو یوں بیان کیا۔

"والمشهور فتح الياء من «يمدّهم»، وقرئ، شاذا، بضمها، وهما بمعنى واحد." [۳۵]

ترجمہ: اور مشہور "یمدّھم" کی "یا" کے فتح کے ساتھ ہے۔ اور اسے شاذ طور پر ضمہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور دونوں کا معنی ایک ہے۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ﴾ [۳۶] ترجمہ: روز جزا کا مالک ہے۔

امام قاسمی نے (ملِک) کی قراءت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

" قرأ عاصم والكسائيّ بإثبات ألف مالِكِ والباقون بحذفها. قال الزمخشريّ: ورجحت قراءة (ملك) لأنه قراءة أهل الحرمين، وهم أولى الناس بأن يقرءوا القرآن غضا طريا كما أنزل،... وكلاهما صحيح متواتر في السبع "[۳۷]

ترجمہ: عاصم اور کسائی نے الف کے اثبات کے ساتھ "مالک" پڑھا ہے جبکہ باقیوں نے اس کو حذف الف کے ساتھ "ملک" پڑھا، زمخشری نے کہا: میں نے "ملک" کی قراءت کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ یہ اہلِ حرمین کی قراءت ہے اور وہی قرآن مجید کو اسی عمدگی سے پڑھ سکتے ہیں جیسے وہ نازل ہوا تھا۔...(اس کے بعد مفسر نے دونوں موقف کے دلائل بیان کیے اور اختتام بحث میں فرمایا) اور وہ دونوں صحیح، متواتر اور قراءت سبعہ ہیں۔

لغوی مباحث میں امام قاسمی کا اسلوب

جہاں تک لغوی مباحث کا تعلق ہے تو امام قاسمی کبھی بلا حوالہ کسی لفظ یا جملہ کی توضیح کرتے ہیں اور کبھی مفسرین و اہل لغت کے حوالہ سے الفاظ و جمل کی توضیح و تشریح کرتے ہیں۔ کہیں مصادر کا ذکر کرتے ہیں تو کہیں نہیں۔ اس کے علاوہ صرفی مباحث میں لفظ کی تحقیق کے ساتھ ساتھ اس کی خاصیت بیان کر کے اس پر مرتب ہونے والے معنی کو بیان کرتے ہیں۔ نحوی مباحث میں مختلف تراکیب اور ان پر مرتب ہونے والے مختلف معانی کی توضیح کرتے ہیں لیکن عموماً وہ اِن مباحث میں ایجاز و اختصار سے ہی کام لیتے ہیں۔ ان مباحث میں اشعار سے استشہاد بھی امام قاسمی کا اس سلسلہ میں ان کے منہج کو ذیل کی مثالوں میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا﴾[۳۸]

ترجمہ: نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو، بالکل تندرست ہو اس میں کوئی داغ دھبہ بھی نہ ہو۔

اس آیت میں لفظ " شِيَةَ " کے معنی کو امام صاحب نے صحاح کے حوالہ سے بیان کیا:

"في الصحاح: الشية: كل لون يخالف معظم لون الفرس وغيره. والهاء عوض من الواو الذاهبة من أوله. والجمع: شيات."[۳۹]

ترجمہ: صحاح میں ہے "شِيَةَ" ہر وہ رنگ جو گھوڑے وغیرہ کے زیادہ رنگ سے مختلف ہو اور (شِيَةَ میں) "ہ (تائے مربوطہ)" اس واو کے عوض میں ہے جو اس کے آغاز سے ختم کی گئی ہے اور اس کی جمع شیات آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ﴾ (۴۰)

ترجمہ: اور اس کی اصل مراد کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

امام قاسمی نے اس آیت کی تفسیر میں تاویل سے متعلق طویل بحث کے ساتھ لفظ تاویل کی لفظی اور صرفی تحقیق من وعن امام تیمیہ سے نقل کی ہے (۴۱)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ﴾ (۴۲)

ترجمہ: یہ ان اعمال کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھ خود آگے بھیج چکے ہیں اور بے شک اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

امام قاسمی نے اس آیت کے کے تحت "ظلام" کی صرفی تحقیق کی، اس پر اشکال وجوابات پیش کیے اور اس کے معنی کی توضیح شعری استشہاد سے کی۔ مثلا فرمایا: اگر کہا جائے "ظَلَّام" ظلم سے مبالغہ کا صیغہ ہے جو کثرت کا فائدہ دیتا ہے تو ظلمِ کثیر کی نفی سے ظلمِ قلیل کی نفی لازم نہیں آئے گی تو اگر ظالم کہا جائے تو ہر طرح کے ظلم کی نفی ہو گی چاہے قلیل ہو یا کثیر لہذا لفظ "ظالم" زیادہ وضاحت کے ساتھ مطلوبہ معنی پر دلالت کرتا اس لیے لفظ ظلام کی جگہ ظالم ہوتا تو درست تھا۔ تو اس کا جواب کئی وجوہ سے ہے ان میں ایک یہ ہے کہ یہاں ظلام مبالغہ کے لیے نہیں بلکہ نسبت کے لیے ہے جیسے بزّار (پارچہ فروش) اور عطّار (عطر بیچنے والا) تو معنی یہ ہو گا کہ ظلم کی طرف اس کی نسبت نہیں کی جاتی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کبھی کبھی فعال استعمال ہوتا ہے لیکن اس سے کثرت مراد نہیں ہوتی جیسے طرفہ کا قول ہے۔

ولست بحلّال التّلاع مخافة ... ولكن متى يسترفد القوم أرفد

ترجمہ: اور میں خوف کی بناء پر چٹانوں کے پیچھے چھپ جانا جائز نہیں سمجھتا لیکن جب قوم مدد کی طالب ہوتی ہے تو میں مدد کرتا ہوں۔

فرمایا کہ یہاں شاعر کی مراد یہ نہیں ہے کہ تلاع کو تھوڑا بہت حلال سمجھتا ہے کیونکہ شعر کا دوسرا مصرع ہر حال میں بخل کی نفی پر دال ہے (۴۳)۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا...﴾(۴۴)

ترجمہ: بے شک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ (سمجھانے کے لیے) کوئی بھی مثال بیان فرمائے (خواہ) مچھر کی ہی ہو یا (ایسی چیز کی جو حقارت میں) اس سے بھی بڑھ کر ہو۔۔۔

امام صاحب نے اس آیت کے تحت نحوی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا: (بَعُوضَةً)(مثلا) سے بدل ہے اور وہ دونوں (يَضْرِبَ) کے مفعول ہیں کیونکہ (يَضْرِبَ) یہاں "جعل" اور "تیسیر" کے معنی کو متضمن ہے۔ (تو وہ دونوں مفعول ہو سکتے ہیں)(۴۵)۔

علومِ بلاغت میں امام قاسمی کا منہج

امام قاسمی نے محاسن التاویل میں مختلف مقامات پر علم معانی، بیان وبدیع کے ذریعے قرآن حکیم کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھایا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ جہاں وہ آیت کی لغوی اعتبار سے مختصر توضیح کرتے ہیں وہاں اِن نکاتِ بلاغت پر بھی مختصراً روشنی ڈالتے ہیں۔ اور اگر تفصیل مقصود ہو تو اس کے لیے علیحدہ عنوان کے تحت مختلف مفسرین اور ائمہ امت کی عبارات کو ذکر کر کے امور بلاغت کی توضیح کرتے ہیں۔ امور بلاغت کے ذکر میں ان کے اسلوب کو ذیل کی مثالوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَى ﴾(۴۶)

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خریدا۔۔۔

مفسر قاسمی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ضلالۃ کو دین سے انحراف کے لیے اور ہدایت کو دین پر استقامت کے لیے بطور استعارہ استعمال کیا ہے۔ اور گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خریدنے کو اس لیے بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے کہ گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں اختیار کیا گیا کیونکہ گمراہی میں رغبت تھی جبکہ ہدایت سے انحراف کرنا تھا(۴۷)۔

اس لئے کہ درکار تو ہدایت کی خریداری تھی لیکن اس سے عدم دلچسپی اور گمراہی کی رغبت نے انہیں "ضلالۃ" کا خریدار بنا دیا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ﴾[۴۸]

ترجمہ: مریم علیہا السلام نے عرض کیا: میرے ہاں لڑکا کیسے ہو حالانکہ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا، فرمایا: اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے۔

امام صاحب نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے (يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ) فرمایا جبکہ "یفعل ما یشاء" نہیں فرمایا جیسا کہ زکریاؑ کے قصہ میں فرمایا کیونکہ "خلق" جو نئی چیز کی پیدائش کی خبر دیتا ہے وہ اس مقام کے زیادہ مناسب ہے تاکہ مبطل و معترض کا شبہ باقی نہ رہے[۴۹] (یعنی مقتضی حال کے مطابق ہے)۔

اعجاز القرآن اور امام قاسمی کا منہج

اس ضمن میں امام قاسمی کے اسلوب کو ذیل کی مثالوں میں ملاحظہ کیجیے:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴾[۵۰]

ترجمہ: پھر اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہر گز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی (کافر) اور پتھر (یعنی ان کے بت) ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں انہوں نے تمام آیات تحدی بیان کیں اور عربوں کی ذہنی اور عملی کیفیت، ان کی عربی میں مہارت اور دیگر خصوصیات بیان کرنے کے بعد وجوہ اعجاز بیان کیں ان وجوہ اعجاز میں:

۱۔ فصاحت و بلاغت۔ ۲۔ اخبار غیبیہ اور ان کا اسی خبر کے مطابق ظاہر ہونا۔ ۳۔ جتنی بار قرآن حکیم کو پڑھا جائے اس سے اکتاہٹ محسوس نہ ہونا۔ ۴۔ قرآن حکیم میں ان علوم کا جمع ہونا جن کا عرب و عجم میں تصور تک نہ تھا۔ ۵۔ گزشتہ واقعات و اقوام کے متعلق خبریں حالانکہ جن (حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر یہ قرآن نازل ہوا وہ اُمّی تھے[۵۱]۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾[۵۲]

ترجمہ: اور تمہارے لیے قصاص میں ہی زندگی (کی ضمانت) ہے اے عقلمند لوگو! تاکہ تم (خون ریزی اور بربادی سے) بچو۔

امام قاسمی نے اس آیت کی تفسیر میں لطیفہ کے عنوان کے تحت فرمایا:

"اتفق علماء البيان على أنّ هذه الآية، في الإيجاز مع جمع المعاني، بالغة إلى أعلى الدرجات..."[۵۳]

ترجمہ: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت وسیع معانی کے ساتھ ایجاز میں اعلی درجات کی حامل ہے۔

اس کے بعد اس کی وجہ بھی بیان کی کہ اس معنی کو عربوں نے بہت سے الفاظ کے ساتھ تعبیر کیا مثلاً ان کا قول ہے:**"قتل البعض إحياء للجميع"**

ترجمہ: پوری انسانیت کو زندہ رکھنے کے لیے کسی کو قتل کرنا۔

اور کسی نے کہا:**"أكثروا القتل ليقلّ القتل."** ترجمہ: زیادہ قتل کرو تاکہ قتل کم ہو جائے۔

اور جو سب سے عمدہ الفاظ اس باب میں ان سے منقول تھے وہ یہ تھے:

" القتل أنفى للقتل " ترجمہ: قتل ہی قتل کو سب سے زیادہ مٹاتا ہے۔

اہلِ عرب کا طریقہ کار تھا کہ وہ عمدہ معانی اور خوبصورت الفاظ کی تطبیق کیا کرتے تھے لیکن ہر صاحب عقل جانتا ہے کہ اہل عرب کے کلام اور کلام الہی میں وہی نسبت ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں ہے۔ تو کہاں قرآن کی خوبصورتی ومٹھاس اور کہاں ان کا کلام[۵۴]۔

کلامی مباحث میں جمال الدین قاسمی کا منہج

جیسا کہ امام قاسمی کے احوال کے بیان میں یہ واضح ہو چکا کہ وہ مذہباً سلفی تھے تو یہ سلفی رنگ ان کی تفسیر میں بھی پوری طرح حاوی نظر آتا ہے۔ اس ضمن میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ وہ واضح طور پر عقائد سلفیہ کو ترجیح دیتے ہیں اور ان عقائد کی مباحث من وعن دیگر ائمہ سلف مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن قیم

الجوزیہ، ابن جوزی، امام غزالی اور دیگر ائمہ سے نقل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں امام قاسمی دیگر فرق ضالہ کا رد بھی کرتے ہیں۔

اپنے مقدمہ تفسیر میں صفات سے متعلق آیات کے حوالہ سے یوں عنوان قائم کیا "**بیان أن الصواب في آيات الصفات هو مذهب السلف**" پھر اس پر دلائل کے لیے امام غزالی کی کتاب "**الجام العلوم عن علم الكلام** " سے طویل عبارت نقل کی ہے جس میں صفات سے متعلق مختلف دلائل کے ذریعے روشنی ڈالی گئی ہے۔

آیت﴿ **وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا** ﴾[۵۵] کے تحت فرمایا: ''**کلّم**" کا مصدر (**تکلیما**) کے ساتھ تاکید کلام کے حق ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس بات پر دال ہے کہ بلا شک و شبہ موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا اور اس میں اس شخص کا رد ہے جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام کو محل میں پیدا کیا تو اس کلام کو موسیٰ علیہ السلام نے سنا[۵۶]۔

اس کے بعد امام قاسمی نے عقیدہ سلف کے مطابق صفت کلام کے مسئلہ کے بیان کے لیے دو فصلیں قائم کیں جن کے تحت انہوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے کلام کو من و عن نقل کیا۔ جس میں شیخ الاسلامؒ نے نہ صرف کلام بلکہ باقی صفات کے بارے میں بھی تفصیل بیان کی اور باقی فرق کا رد کیا یہ پورا کلام ستائیس صفات پر محیط ہے جو سب کا سب نقل ہے اس میں امام قاسمی کی کوئی رائے نہیں ہے[۵۷] یہی سلسلہ نقل تقریباً پوری تفسیر میں نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ اثبات صفت ید"[۵۸] اثبات ید باری تعالیٰ ایمان کے زیادتی و نقصان[۵۹] کے بارے سلف کے عقیدہ کے مطابق مباحث پر بھی تفصیلاً روشنی ڈالی گئی ہے

فقہی مباحث میں امام قاسمی کا منہج

فقہی مباحث میں بھی مذہب سلف کو ترجیح دیتے ہوئے ائمہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن قیم وغیرہ کے اقوال کو بعینہ نقل کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر طوالت سے بچنے کے لیے صرف ان کے کلام سے استفادہ کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ ائمہ اربعہ کے موقف کو بہت کم ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اختصار کے ساتھ اصول فقہ کے قواعد کی طرف اشارہ کیا گیا لیکن ایسا شاذونادر ہے۔ جہاں امام تیمیہ و ابن قیم الجوزیہ کے اقوال ذکر کیے گئے ہیں وہیں مباحث اصول فقہ و مقاصد شریعہ اور قواعد کلیہ فقہیہ بھی ان نقول کے ضمن میں آ گئے ہیں۔ مثلاً: آیت

﴿ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ... ﴾[٦٠]

ترجمہ: اور مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین قروء تک روکے رکھیں۔

کے تحت قرآنی آیات کی روشنی میں مطلقہ، حاملہ، حائضہ، آیسہ اور وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے کی عدت بیان کی اور آیت

﴿ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ... ﴾[٦١]

ترجمہ: اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں۔

کے بارے میں فرمایا:

"فهذه الآية من العام المخصوص" کہ یہ آیت عام مخصوص میں سے ہے۔(یعنی یہ عام ہے لیکن اس کے حکم کو دوسری نص کے ذریعے خاص کیا گیا ہے) پھر قروء کا معنی بیان کیا: "والقرء من الاضداد" اور قروء اضداد میں سے ہے اس کا اطلاق حیض اور طہر دونوں پر ہوتا ہے اس کو ائمہ لغت ابو عبید، زجاج، عمرو بن العد اور دیگر نے بیان کیا ہے اور ان دونوں میں کسی ایک کو ترجیح دینا طویل بحث کا متقاضی ہے امام ابن القیم نے زاد المعاد میں اس بحث کو مکمل طور پر بیان کیا ہے تو اسے وہاں سے ملاحظہ کر لیا جائے[٦٢]۔

اسی طرح آیت ﴿ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ﴾[٦٣] کے تحت "فروع مهمة تتعلق بهذه الآية" کے عنوان کے تحت تین طلاقوں کے بارے میں امام ابن قیم الجوزی کی کتاب زاد المعاد سے استفادہ کیا ہے جو تقریباً چار صفحات پر محیط ہے[٦٤]۔

جدید علوم میں امام قاسمی کا منہج

معاصر علوم میں امام قاسمی منہج یہ ہے کہ وہ آیات جو قدرت اور اس کی نشانیوں پر دلالت کرتی ہیں سب پر انہوں نے کلام نہیں کیا لیکن کچھ آیات کی تفسیر میں انہوں نے اس کا اہتمام اس انداز سے کیا ہے کہ ماہرین علم جدید کی رائے کو بغیر کسی رد اور اضافے کے نقل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾[٦٥]

ترجمہ: وہی ہے جس نے سب کچھ جو زمین میں ہے تمہارے لیے پیدا کیا، پھر وہ (کائنات کے) بالائی حصوں کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے انہیں درست کر کے ان کے سات آسمانی طبقات بنا دیئے، اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام قاسمی نے ماہرین فلکیات کی عبارات بلا تعقیب و تردید نقل کیں جن سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں مذکور سبع سمٰوت سے مراد سیارات ہیں اور سبع سمٰوت میں سبع سے حقیقی عدد مراد نہیں ہے بلکہ اس سے کثرت مراد ہے[۶۶]۔

امام قاسمی کا ماہرین فلکیات کی عبارات کا بلا تردید و تامل ذکر کرنے اور ان کے ان سائنسی نظریات سے قرآنی آیات کی تفسیر کرنے کا مقصد اعجاز قرآنی کو ثابت کرنا ہے۔ اس لیے انہوں نے ماہرین فلکیات کے اقوال کی بنیاد پر نہ صرف لفظ سبع بلکہ سمٰوت کو بھی اپنے حقیقی معنٰی سے پھیر دیا۔

اس لیے محققین نے امام قاسمی کا مواخذہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی لفظ کو بغیر کسی قرینہ مانعہ کے اس کے حقیقی معنٰی سے پھیرنا جائز نہیں۔ جبکہ اس مقام پر سبع سمٰوت سے ان کے حقیقی معنٰی مراد لینے میں نہ صرف یہ کہ کوئی قرینہ مانعہ نہیں بلکہ ان کے حقیقی معنٰی مراد لینے پر مزید روایات سے تائید و تقویت بھی ملتی ہے جیسے واقعہ معراج سے متعلق صحیح روایات جن میں آنحضرت ﷺ کا سات آسمانوں پر جانے کا ذکر ہے وغیرہ؛ اس لیے امام قاسمی کا ان اقوال کے ذریعے قرآنی آیات کی تفسیر کرنا اور ان سے قرآنی اعجاز کو ثابت کرنا حیران کن ہے[۶۷]۔ قرآن مجید اور سائنس کے تعلق میں یہ وہ مشکل ہے جسے پیشِ نظر رکھا جانا چاہیے کہ انسانی مشاہدہ سے ثابت شدہ سائنسی حقائق کے ذریعے قرآنی حقائق کی تعبیر و تفسیر کہیں ان کی تبدیلی پر منتج نہ ہو۔

اسرائیلیات میں امام قاسمی کا منہج

امام قاسمی نے اپنی تفسیر میں اسرائیلیات کا اہتمام بلا مقصد نہیں کیا۔ بلکہ اس سے ان کا مقصود کسی بات کی تائید و تحقیق ہے۔ کئی مقامات ایسے ہیں جہاں انہوں نے ان مفسرین پر اشارةً رد بھی کیا ہے جنہوں نے بلاوجہ اسرائیلیات کو اپنی تفاسیر میں ذکر کیا۔ مثلاً آیت

﴿ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴾[۶۸]

ترجمہ: بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں (عیسیٰ علیہ السلام) اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام قاسمی نے اناجیل اربعہ سے اور پانچویں انجیل برناباس سے ایک طویل کلام نقل کیا پھر مختلف ائمہ مسلمین جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی "الفرقان" ابن حزم کی "الملل" علامہ خیر الدین الوسی کی "الجواب الفسیح" اور اس کے علاوہ اپنے دور کے مختلف یورپین و مغربی یہودی و عیسائی علماء کی عبارات کو نقل کیا۔ اس ضمن میں امام قاسمی نے ایک طرف تو اسرائیلیات کو ذکر کیا تو دوسری طرف مقارنۃ الادیان کی مباحث کا بھی اہتمام کیا ہے۔ اور یہ تمام بحث و تمحیص تقریبا تہتر صفحات پر مشتمل ہے[۶۹]۔

مصادر تفسیر

امام قاسمی نے اپنی تفسیر میں تقریباً ۳۰۰ سے زائد مصادر سے استفادہ کیا۔ محقق تفسیر محمد فؤاد عبد الباقی نے ان مصادر کی جو فہرست مرتب کی اس کے مطابق یہ ۳۰۷ مصادر بنتے ہیں[۷۰] جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

أعلام الموقعین، زاد المعاد، اعلام النبوۃ، الاتقان، احیاء علوم الدین، أحکام القرآن للجصاص، تفسیر ابن کثیر، تفسیر أبي حیان، تفسیر البقاعی، تفسیر امام رازی، تفسیر راغب، تفسیر صدیق حسن خان، تاریخ ابن عساکر، التبصرۃ، حجۃ اللہ البالغۃ، الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح، الجواب الفسیح، الرسالۃ، شرح الشفاء، الروض الانف، شرح السنۃ، صحاح ستہ وغیرہ شامل ہیں۔

تفسیر محاسن التاویل کے سلبی پہلوؤں

بلاشبہ تفسیر محاسن التاویل اسرار و رموز قرآنی اور معلومات پر بیش بہا خزانہ ہے بے شمار خوبیاں اس تفسیر کی زینت ہیں۔ مختلف علوم و فنون اور تفسیر کے پہلوؤں کو محیط ہے لیکن اس کے ساتھ اس بات سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ بالآخر یہ ایک انسانی عمل ہے جس میں سلبی پہلو کا موجود ہونا اس کے شایان شان ہے محاسن التاویل کے سلبی پہلوؤں میں سے درج ذیل ہیں:

۱۔ اس تفسیر میں امام قاسمی کی شخصیت کہیں دکھائی نہیں دیتی ان کی حیثیت محض ایک ناقل کی سی ہے کیونکہ انہوں نے تقریباً ہر مسئلہ میں ائمہ و علماء آراء و اقوال کو بغیر کسی رد، تعلیق اور رائے کے نقل کیا۔

در حقیقت ان پر یہ اعتراض صرف محاسن التاویل کے حوالے سے نہیں بلکہ ان کی تمام کتب میں اسی طرز کو اختیار کیا گیا ہے۔ چنانچہ شیخ ظافر قاسمی بن جمال الدین قاسمی نے اپنی کتاب ''جمال الدین و عصرہ'' میں محمد کرد علی کے حوالے سے اس اعتراض کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام قاسمی کا یہ طرز تحریر کوئی قابل مواخذہ نہیں کیونکہ قدیم علماء کا قول ہے "اختیار المرء قطعۃ من عقلہ" (کسی شخص کا انتخاب اس کی عقل و فہم کا ایک جزء ہے) اور دوسرا یہ کہ ان کے دور میں معاشرہ بدعات و خرافات کا شکار تھا اگر وہ اپنی بات ذکر کرتے تو شاید لوگ ان کی بات پر کان نہ دھرتے اس لیے انہوں نے ائمہ کبار کے اقوال و آراء کو نقل کرکے معاشرہ کو ان برائیوں سے نکالنے کی کوشش کی[۷۱]۔

۲۔ امام قاسمی نے اپنی تفسیر میں تورات و انجیل سے بھی عبارات نقل کی ہیں جس کا بعض محققین نے مواخذہ کیا ہے کہ قرآن حکیم کی نصوص کے ہوتے ہوئے ان عبارات کو نقل کرنا بے مقصد ہے[۷۲]

حالانکہ امام قاسمی کا مقصد ان عبارات سے ان کو اہمیت دینا یا ان پر اعتماد کرنا نہیں بلکہ تحقیق حق اور ابطال باطل ہے جیسا کہ اسرائیلیات کے بیان میں گزر چکا، اور اسرائیلیات سے ان کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ قرآن کی آیات کی حقانیت کو ان کی عبارات سے ثابت کیا کیونکہ الفضل لمن شہدت بہ الاعداء۔

۳۔ امام قاسمی نے اپنی تفسیر میں مجاز فی القران سے متعلق مقدمہ میں بیان کردہ رائے کی عملاً مخالفت کی ہے[۷۳]۔

خلاصہ کلام

امام قاسمی اور ان کی تفسیر سے متعلق گزشتہ صفحات میں کئے گئے مطالعہ کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے:

۱۔ امام قاسمی اپنے دور کے مشہور علماء میں سے تھے۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد سو کے قریب ہے اگرچہ آپ نے ۴۹ برس کی عمر پائی۔

۲۔ آپ مذہبا سلفی تھے اور تقلید کے قائل نہیں تھے چنانچہ ان کا یہ رنگ تفسیر میں بھی نمایاں ہے۔

۳۔ آپ نے اپنی تصانیف و تالیفات کو ائمہ کبار کی عبارات سے مزین کر کے بدعات و خرافات کے شکار معاشرہ کی دلیل وبرھان کے ساتھ اصلاح کی بھرپور کوشش کی۔

۴۔ تفسیر محاسن التاویل مختلف تفسیری محاسن کی حامل تفسیر ہے۔

۵۔ علوم قرآن سے متعلق مفید معلومات پر مبنی مقدمہ تفسیر امام قاسمی کا اہم شاہکار ہے۔

۶۔ تقریباً تفسیری پہلوئوں کو مد نظر رکھ کر قرآن حکیم کی مکمل تفسیر پیش کی گئی ہے۔

۷۔ اگرچہ بیشتر مسائل میں ائمہ کبار کی عبارات پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ لیکن ان عبارات کو مکمل علمی دیانت وانصاف کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

۸۔ مفسر علیہ الرحمہ نے اس تفسیر کے ذریعے معاشرتی برائیوں، بدعات اور دیگر خرافات، جو کہ اس وقت معاشرہ میں سرایت کر چکی تھیں، کو دور کرنے اور تفسیر کے ذریعے مسلمانوں کو سلف صالحین کے طریقہ پر لانے کی کوشش کی۔

حواشی وحوالہ جات

۱) مفسر کے تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ کیجئے: خیر الدین بن محمد بن محمود زرکلی دمشقی، الاعلام، دار العلم للملایین الطبعۃ الخامسۃ ۲۰۰۲ء، ص:۱۳۵، شیخ ظافر قاسمی، جمال الدین القاسمی وعصرہ، دمشق، ۱۳۸۵ھ، ص،۲۰، محمود مہدی استانبولی، شیخ الشام جمال الدین القاسمی، المکتب الاسلامی بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۵، ص:۲۳

۲) دیکھئے: جمال الدین القاسمی وعصرہ، ص:۲۳، ۳۴، عمر بن رضا، معجم الشیوخ، دار احیاء التراث العربی بیروت ،ص:۲/۱۳۶، شیخ الشام جمال الدین القاسمی، ص:۱۶

۳) جمال الدین القاسمی وعصرہ، ص:۳۵۔۳۶

۴) فہد بن عبد الرحمان ،اتجاہات التفسیر ،ادارات البحوث الاسلامیہ والدعوۃ والاشادا،لمملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۷ھ، ص:۱/۱۶۱

۵) ملاحظہ کیجیے: ایضاً، ص:۲،۷، ص۶۸۸، اتجاہات التفسیر:۱/۱۶۳

۶) امیر شکیب ارسلان، مقدمہ قواعد التحدیث القاسمی، داراحیاء الکتب العربیہ، الطبعۃ الثانیۃ:۱۳۸۰ھ، ص:۷

۷) ایضا، ص:۸

۸) دیکھئے اتجاہات التفسیر:۱/۱۶۲

۹) سورۃ البقرۃ:۲/۲۶۷

۱۰) سورۃ آل عمران:۳/۹۲

۱۱) محاسن التاویل، ص:۲/۶۸۳

۱۲) سورۃ المائدۃ:۵/۲

۱۳) صحیح مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، کتاب الامارۃ، باب فضل اعانۃ الغازی فی سبیل اللہ بمرکوب وغیرہ، دار احیاء التراث العربی، ترقیم: فؤاد عبد الباقی، ص:۳/۱۳۰۳

۱۴) محاسن التاویل، ص:۶/۱۸۰۶۔

۱۵) سورۃ البقرۃ:۲/۱۸۰

۱۶) محاسن التاویل، ص:۲/۴۰۷

۱۷) سورۃ البقرۃ:۲/۱۷۲

۱۸) محاسن التاویل، ص:۳/۳۷۸

۱۹) سورۃ آل عمران:۳/۶۲

۲۰) محاسن التاویل، ص:۴/۸۶۱

۲۱) سورۃ البقرۃ:۲/۱۱۶

۲۲) محاسن التاویل، ص:۲/۲۳۲

۲۳) محاسن التاویل، ص: ۲/ ۲۳۲۔ ۲۳۳ ،اس کے علاوہ مناسبات کی مثالیں ملاحظہ کیجیے ، محاسن التاویل ص: ۴/۹۷۶،۷۳۳

۲۴) ایضا، ص:۵/۱۰۹۲۔۱۰۹۳

۲۵) ایضا، ص:۷/۲۶۰۷

۲۶) ایضا، ص:۱۰/۳۷۰۴

۲۷) سورۃ البقرۃ:۲/۲۳۴

۲۸) محاسن التاویل، ص:۳/۶۱۵

۲۹) سورۃ البقرۃ:۲/۲۴۰

۳۰) محاسن التاویل، ص:۳/۶۳۲۔۶۳۴

۳۱) سورۃ البقرۃ:۲/۱۸۷

۳۲ ایضا

۳۳) محاسن التاویل، ص:۳/۴۵۱، مزید ملاحظہ کیجیے: سورۃ المجادلہ:۵۸/۱۱ کی تفسیر میں: محاسن التاویل، ص:۱۵/ ۵۷۱۸

۳۴) سورۃ البقرۃ:۲/۱۵

۳۵) محاسن التاویل، ص:۲/۱۵

۳۶) سورۃ الفاتحہ:۱/۴

۳۷) محاسن التاویل، ص:۲/۸۔۹۔ مزید مثالوں کے لیے دیکھیے: ایضا، ص:۳/۶۸۷،۶۸۸،۳/۵۶۲

۳۸) سورۃ البقرۃ:۲/۱۷

۳۹) محاسن التاویل، ص:۲/۱۵۵

۴۰) سورۃ آل عمران:۳/۷

۴۱) ایضاً، ص:۴/۷۶۶

۴۲) سورۃ آل عمران:۳/۱۸۲

۴۳) محاسن التاویل، ص:۴/۱۰۵۳، مزید دیکھیے، ص:۴/۵۴۹

۴۴) سورۃ البقرۃ:۲/۲۶

۴۵) محاسن التاویل، ص: ۲/۸۶؛ مزید مثالوں کے لیے ملاحظہ کیجیے: سورۃ المومنون:۲۳/۱۲؛ محاسن التاویل، ص: ۱۲/۴۳۹۱، سورۃ البقرۃ:۲/۱۸؛ محاسن التاویل، ص:۲/۵۷

۴۶) سورۃ البقرۃ:۲/۱۶

۴۷) محاسن التاویل، ص:۲/۵۳، مزید دیکھیے: سورہ بقرہ:۲:۳۸، محاسن التاویل، ص:۲/۵۱۔۵۲

۴۸) سورۃ آل عمران:۳/۴۷

۴۹) محاسن التاویل، ص:۴/۸۴۵

۵۰) سورۃ البقرۃ:۲/۲۴

۵۱) ملاحظہ کیجیے: محاسن التاویل، ص:۲/۷۵

۵۲) سورۃ البقرۃ:۲/۱۷۹

۵۳) محاسن التاویل، ص:۳/۴۰۳، دیکھیے: محاسن التاویل، ص:۱/۳۳۹

۵۴) ایضاً

۵۵) سورۃ النساء:۴/۱۶۴

۵۶) دیکھیے محاسن التاویل:۵/۱۷۲۳۔۱۷۵۱

۵۷) ایضاً، ص:۶/۲۰۵۷:۲۰۶۰

۵۸) ایضاً، ص:۷/۲۸۵۲

٥٩) ایضاً، ص،:٢/١٧٧

٦٠) سورۃ البقرۃ:٢/٢٢٨

٦١) سورۃ الطلاق:٦٥/٤

٦٢) محاسن التاویل:٣/٥٨٢

٦٣) سورۃ البقرۃ:٢/٢٣٠

٦٤) محاسن التاویل، ص:٣/٥٨٩۔ ٥٩٢،ان کے فقہی کے لیے مزید دیکھیے: سورۃ البقرۃ: ٢/١٧٨کی تفسیر میں: محاسن التاویل، ص:٣/٣٩٦۔٤٠١

٦٥) سورۃ البقرۃ:٢/٢٩

٦٦) محاسن التاویل ص:٢/٩١۔ ٩٤، جدید علوم سے متعلق مزید ملاحظہ کیجیے: ایضا، ص:٢/٧٥

٦٧) عبد الرحمٰن یوسف الجمل، منہج القاسمی فی تفسیر محاسن التاویل، مجلۃ الجامعۃ الاسلامیہ، غزہ فلسطین، ص:١١/١١

٦٨) سورۃ النساء:٤/١٥٨

٦٩) ملاحظہ کیجیے: ایضاً، ص:٥/١٦٣٨۔١١٧١، ٢/١٠٨

٧٠) فہرست محاسن التاویل، ص:١٧/٦٨۔٧٤

٧١) دیکھئے جمال الدین القاسمی وعصرہ، ص:٧٢

٧٢) منہج القاسمی، ص:١٣١

٧٣) ایضاً، ص:١٣١

* *